سوال

(432) قرآن کریم کے اوراق جلانا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شھدادپور سے حافظ اللہ وسایا لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں قرآن کریم کے پرانے اوراق اور مذہبی اخبار و جرائد کے جلانے پر ایک ہنگامہ برپا ہوگیا بتائیے کہ ایسے اوراق کو کیا جائے تاکہ ان کی حرمت پامال نہ ہو۔ ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح رہے کہ قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق اور قرآنی آیات پر مشتمل رسائل و جرائد کی حفاظت کے لیے ہمارے ہاں کئی ایک طریقے رائج ہیں بعض مقامات پر دیکھا گیا ہے کہ لوگوں نے مقدس اوراق کے لیے قبرستان میں ایک جگہ مخصوص کی ہوتی ہے وہاں قرآن مجید کے پھٹے پرانے اوراق ڈال دیئے جاتے ہیں لیکن ایسا کرنے سے بعض اوقات ان کی بہت بے حرمتی ہوتی ہے کیوں کہ بعض اوقات تیز ہوا چلنے سے کاغذاڑ کر پلید جگہ پر گرجاتے ہیں بعض حضرات زمین میں گڑھا کھود کر اس میں دفن کردیتے ہیں لیکن ایسا کرنے سے بھی ان کی بے حرمتی کا خطرہ بدستور قائم رہتا ہے کیوں کہ کسی وقت بھی زمین پلید ہوسکتی ہے یا ان اوراق کو دیمک وغیرہ لگنے کا اندیشہ رہتا ہے بعض لوگ ان اوراق کا بنڈل بنا کر پانی میں پھنک آتے ہیں لیکن یہ کوئی محفوظ طریقہ نہیں ہے ہمارے نزدیک ان تمام صورتوں سے وہی صورت بہتر اور قابل عمل ہے جسے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے اپنایا وہ حضرات ان اوراق کو ق جلا کر ان کی راکھ کو پانی میں بہادیتے تھے چنانچہ روایات میں ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کی مختلف نقول تیار کرلیں تو جو مصاحف ان نقول کے مطابق نہیں تھے انہیں جلا دیا گیا۔ (صحیح بخاری)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس خیبر کے لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام کو جب جذباتی انداز میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا: مصاحف کے جلانے کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کلمہ خیر ہی کہو انہوں نے یہ کام کرکے کوئی برا اقدام نہیں کیا۔ (فتح الباری: ج9ص12)

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب ان مصاحف کو جلایا گیا تو بے شمار وہاں موجود تھے سب نے اس بات کو پسند کیا کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا حضرت ابن بطال کہتے ہیں اس حدیث سے ان کتابوں کے جلادینے کا ثبوت ملتا ہے جن میں اللہ کا نام ہو کیوں کہ یہی ان کی حرمت کو محفوظ اور قدموں تلے آنے سے بچاؤ کا ذریعہ ہے ۔ (فتح الباری)

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق روایات میں ہے کہ ان کے پاس جب ایسے خطوط جمع ہوجاتے جن میں بسم اللہ لکھی ہوتی تھی تو وہ انہیں جلادیتے تھے، (مصنف عبدالرزاق)

ہمارے ہاں اس مسئلہ کوایک جذباتی رنگ دے دیا جاتا ہے حالانکہ کسی کلمہ گو مسلمان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ ان کی بے حرمتی کرتے ہوئے جلائے گا بلکہ ان کی حفاظت کےلیے ایسا کیا جاتا ہے ۔ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں کہ بعض حضرات بوسیدہ اوراق کے جلادینے کو بہتر خیال کرتے ہیں کیوں کہ ایسا کرنے سے توہین اور بے حرمتی کے تمام پہلو ختم ہوجاتے ہیں نیز دھوکران کے حروف صاف کردیئے جائیں تو لازماً اس پانی کوزمین پر بہانا ہوگا تو یہ اپنے اندر بے حرمتی کا پہلو رکھتا ہے بعض دوسرے حضرات کاخیال ہے کہ اس کے حروف کو دھو کرصاف کرنا بہتر ہے پھر پانی کوکسی پاکیزہ جگہ پر بہا دیا جائے ۔ (مرقاۃ: ج5ص29)

لیکن یہ اقدام موجودہ دور میں ناقابل عمل ہے کیوں کہ پریس کے ایجاد کے بعد اس کے حروف کو دھونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اس لیے ہماری ناقص رائے کے مطابق ان مقدس اوراق کا جلادینا ہی بہتر ہے کیوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی موجودگی میں انہیں جلانے جا حکم دیا تھا اور یہی ان کے تقدس اوراحترام کے مطابق ہے پھر ان کی راکھ کو پانی میں بہا دیا جائے یا اسے دفن کردیا جائے اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل میں راکھ وغیرہ کو محفوظ کرنے کا ذکر نہیں ہے تاہم احتیاط کا یہی تقاضا ہے کہ اسے دفن کردیا جائے یا پانی میں بہا دیا جائے تاکہ لوگوں کی پامالی سے محفوظ رہے بہتر ہے کہ یہ کام عام لوگوں کے سامنے نہ کیا جائے بلکہ رات کے وقت سرانجام دیا جائے تاکہ لوگوں کےلیے کسی قسم کے اشتعال کا باعث نہ ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:443